22120327

International Baccalaureate®
Baccalauréat International
Bachillerato Internacional

URDU A1 – STANDARD LEVEL – PAPER 1
OURDOU A1 – NIVEAU MOYEN – ÉPREUVE 1
URDU A1 – NIVEL MEDIO – PRUEBA 1

Thursday 10 May 2012 (morning)
Jeudi 10 mai 2012 (matin)
Jueves 10 de mayo de 2012 (mañana)

1 hour 30 minutes / 1 heure 30 minutes / 1 hora 30 minutos

INSTRUCTIONS TO CANDIDATES

- Do not open this examination paper until instructed to do so.
- Write a commentary on one passage only. It is not compulsory for you to respond directly to the guiding questions provided. However, you may use them if you wish.
- The maximum mark for this examination paper is *[25 marks]*.

INSTRUCTIONS DESTINÉES AUX CANDIDATS

- N'ouvrez pas cette épreuve avant d'y être autorisé(e).
- Rédigez un commentaire sur un seul des passages. Le commentaire ne doit pas nécessairement répondre aux questions d'orientation fournies. Vous pouvez toutefois les utiliser si vous le désirez.
- Le nombre maximum de points pour cette épreuve d'examen est *[25 points]*.

INSTRUCCIONES PARA LOS ALUMNOS

- No abra esta prueba hasta que se lo autoricen.
- Escriba un comentario sobre un solo fragmento. No es obligatorio responder directamente a las preguntas que se ofrecen a modo de guía. Sin embargo, puede usarlas si lo desea.
- La puntuación máxima para esta prueba de examen es *[25 puntos]*.

© International Baccalaureate Organization 2012

ذیل میں دیے گئے اقتباس اور غزل میں سے کسی ایک کی تشریح کیجئے ۔

.1

کوٹ کی اندرونی جیب میں ایک بڑا سوراخ ہو رہا تھا۔ نقلی ریشم کو ٹڈیاں چاٹ گئی تھیں۔ جیب میں ہاتھ ڈالنے پر اس جگہ جہاں "مرانجا، مرانجا اینڈ کمپنی" کا لیبل لگا ہوا تھا، میرا ہاتھ باہر نکل آیا۔ نوٹ وہیں سے باہر گر گیا ہو گا۔

"قدرت نے عجیب سزا دی ہے مجھے"۔ میں نے کہا "پشپا منی کے لئے گوٹے کی مغزی، دوسوتی، گلاب جامن اور شمی کے لئے کافوری مینا کار کانٹے نہ خریدنے سے بڑھ کر کوئی گناہ سرزد ہو سکتا ہے؟ کس بے رحمی اور بیدردی سے میری ایک حسین مگر بہت ستی دنیا برباد کر دی گئی ہے۔ جی تو چاہتا ہے کہ میں بھی قدرت کا ایک شاہکار توڑ پھوڑ کر رکھ دوں"۔ میں ناچار گھر کی طرف لوٹا اور نہایت بے دلی سے زنجیر ہلائی۔

میری خواہش اور اندازے کے مطابق پشپا منی اور بچو ننھا بہت دیر ہوئی دہلیز سے اٹھ کر بستروں میں جا سوئے تھے۔ شمی چولھے کے پاس شہتوت کے نیم جاں کوئلوں کو تاپتی ہوئی کئی مرتبہ اونگھی اور کئی مرتبہ چونکی تھی۔ وہ مجھے خالی ہاتھ دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ اس کے سامنے میں نے چور جیب کے اندر ہاتھ ڈالا اور لیبل کے نیچے سے نکال لیا۔ شمی سب کچھ سمجھ گئی۔ وہ کچھ نہ بولی ۔۔۔۔ کچھ بول ہی نہ سکی۔

میں نے کوٹ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ میرے پاس ہی دیوار کا سہارا لے کر شمی بیٹھ گئی اور ہم دونوں سوئے ہوئے بچوں اور کھونٹی پر لٹکے ہوئے گرم کوٹ کو دیکھنے لگے۔ اگر شمی نے میرا انتظار کئے بغیر وہ کافوری سوٹ بدل دیا ہوتا تو شاید میری حالت اتنی متغیر نہ ہوتی۔

یزدانی اور سنتا سنگھ تفریح کلب میں پریل کھیل رہے تھے۔ انہوں نے دو دو گھونٹ پی بھی رکھی تھی۔ مجھ سے پینے کے لئے اصرار کرنے لگے مگر میں نے انکار کر دیا۔ اسلئے کہ میری جیب میں دام نہ تھے۔ سنتا سنگھ نے اپنی طرف سے ایک آدھ گھونٹ زبردستی مجھے بھی پلا دیا۔ شاید اس لئے کہ وہ جان گئے تھے کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ یا شاید اسلئے کہ وہ رفعتِ ذہنی کی ورسٹڈ سے زیادہ پرواہ کرتے تھے۔ اگر میں گھر میں اس دن شمی کو وہی کافوری سفید سوٹ پہنے ہوئے دیکھ کر نہ آتا تو شاید پریل میں قسمت آزمائی کرنے کو میرا جی بھی نہ چاہتا۔ میں نے کہا "کاش! میری جیب میں بھی ایک دو روپے ہوتے۔ کیا عجب تھا کہ میں بہت سے روپے بنا لیتا"۔ مگر میری جیب میں تو کل پونے چار آنے تھے۔

یزدانی اور سنتا سنگھ نہایت عمدہ ورسٹڈ کے سوٹ پہنے نیک عالم، کلب کے سیکرٹری سے جھگڑ رہے تھے۔ نیک عالم کہہ رہا تھا کہ وہ تفریح کلب کو پریل کلب اور بار بنتے ہوئے کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس وقت میں نے ایک مایوس آدمی کے مخصوص انداز میں جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا "بیوی بچوں کیلئے کچھ خریدنا قدرت کے نزدیک گناہ ہے۔ اس حساب سے پریل کھیلنے کیلئے تو اپنی گرہ سے دام دینے چاہئیں ۔۔۔۔ ہی ہی ۔۔۔ غی غی ۔۔۔"

اندرونی کیسہ ۔۔۔ بائیں نچلی جیب ۔۔۔ کوٹ میں پشت کی طرف مجھے کوئی کاغذ سرکتا ہوا معلوم ہوا، اسے سرکاتے ہوئے میں نے دائیں جیب کے سوراخ کے نزدیک جا نکالا۔ وہ دس روپے کا نوٹ تھا جو اس دن اندرونی جیب کی تہہ کے سوراخ میں سے گذر کر کوٹ کے اندر ہی اندر گم ہو گیا تھا۔

اس دن میں نے قدرت سے انتقام لیا۔ میں اس کی خواہش کے مطابق پریل وریل نہ کھیلا۔ نوٹ کو مٹھی میں دبائے گھر کی طرف بھاگا۔ اگر اس دن میرا انتظار کیے بغیر شمی نے کافوری سوٹ بدل دیا ہوتا تو میں خوشی سے یوں دیوانہ کبھی نہ ہوتا۔

'ہاں' پھر چلنے لگا وہی تخیل کا دور۔ گویا ایک حسین سے حسین دنیا کی تخلیق میں دس روپے سے اوپر ایک دمڑی بھی خرچ نہیں ہوتی۔ جب میں بہت سی چیزوں کی فہرست بنا رہا تھا، شمی نے میرے ہاتھ سے کاغذ چھین کر پرزے پرزے کر دیا اور بولی" اتنے قلعے مت بنائیے۔۔۔ پھر نوٹ کو نظر لگ جائے گی"۔" شمی ٹھیک کہتی ہے" میں نے سوچتے ہوئے کہا" نہ تخیل اتنا رنگین ہو اور نہ محرومی سے اتنا دکھ پہنچے"

پھر میں نے کہا" ایک بات ہے شمی! مجھے ڈر ہے کہ نوٹ پھر کہیں مجھ سے گم نہ ہو جائے۔ تمہاری کھیمو پڑوسن بازار جا رہی ہے، اس کے ساتھ جا کر تم یہ سب چیزیں خود ہی خرید لاؤ۔ کافوری مینا کار کانٹے، ڈی ایم سی کے گولے، مغزی۔۔۔ اور دیکھو پوپی منا کیلئے گلاب جامن ضرور لانا، ضرور۔" شمی نے کھیمو کے ساتھ جانا منظور کر لیا اور اس شام شمی نے کشمیرے کا ایک نہایت عمدہ سوٹ پہنا۔

بچوں کے شور وغوغا سے میری طبیعت بہت گھبراتی ہے، مگر اس دن میں دیر تک بچو ننھے کو اس کی ماں کی غیر حاضری میں بہلاتا رہا۔ وہ رسوئی سے ایندھن کی کولکی، غسلخانے، نیم چھت پر، سب جگہ اسے ڈھونڈتا پھرا۔ میں نے اسے پچکارتے ہوئے کہا: " وہ ٹرائیسکل لینے گئی ہے، نہیں جانے دو۔ ٹرائیسکل گندی چیز ہوتی ہے، اخ تھو۔۔۔ غبارہ لائے گی، بی بی، تمہارے لئے، بہت خوبصورت غبارہ۔۔۔" بچو بیٹے نے میرے سامنے تھوک دیا، بولی " اے۔۔ای۔۔۔گنڈی"۔ میں نے کہا" کوئی دیکھے تو۔۔۔ کیسا بیٹیوں جیسا بیٹا ہے"۔ پشپا منی کو بھی میں نے گود میں لے لیا اور کہا" پوپی منا، آج گلاب جامن جی بھر کر کھائے گا نا!" اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ گودی سے اتر پڑی اور بولی" ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک بڑا سا گلاب جامن کھا رہی ہوں" بچو روتا رہا۔ پشپا منی کتھا کلی مدرا سے زیادہ حسین ناچ برآمدے میں ناچتی رہی۔

مجھے میرے تخیل کی پرواز سے کون روک سکتا تھا۔ کہیں میرے تخیل کے قلعے زمین پر نہ آ رہیں۔ اسی ڈر سے تو میں نے شمی کو بازار بھیجا تھا۔ میں سوچ رہا تھا شمی اب گھوڑے اسپتال کے قریب پہنچ چکی ہوگی۔۔۔ اب کالج روڈ کی نکڑ پر ہوگی۔ اب گندے انجن کے پاس۔۔۔

اور ایک نہایت دھیمے انداز سے زنجیر ہلی۔ شمی سچ مچ آگئی تھی دروازے پر۔

شمی اندر آتے ہوئے بولی" میں نے دو روپے کھیمو سے ادھار لے کر بھی خرچ کر ڈالے ہیں"

"کوئی بات نہیں"۔ میں نے کہا

پھر بچو، پوپی منا اور میں تینوں شمی کے آگے پیچھے گھومنے لگے۔

مگر شمی کے ہاتھ میں ایک بنڈل کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے میز پر بنڈل کھولا۔۔۔ وہ میرے کوٹ کیلئے بہت نفیس ورسٹڈ تھا۔

"پشپا منی نے کہا" بی بی، میرے گلاب جامن۔۔۔؟"

شمی نے زور سے ایک چپت اس کے منہ پر لگا دی!

راجندر سنگھ بیدی کے افسانے 'گرم کوٹ' سے لیا گیا۔ اردو ادب کے منتخب افسانے، اشاعتِ اوّل جولائی ۱۹۹۹ء ساؤتھ ایشیا پبلی کیشنز

– اس افسانے کے مرکزی کردار کی پیشکش پر تبصرہ کیجئے۔

– اس اقتباس کے فہم اور احساسات پر شمی کے آخری عمل کا مکمّل طور پر کیا تاثّر ظاہر ہوتا ہے؟

– آپ اس اقتباس کا جو بھی مرکزی موضوع تصوّر کرتے ہیں اس پر بحث کیجئے۔

.2

ظلمت کو جو فروغ ہے دیدہ وروں سے ہے
یہ کاروبارِ شب انہی سوداگروں سے ہے
اٹھیں تو ہر غرورِ شہی خاک میں ملے
قصرِ بلند بام، خمیدہ سروں سے ہے
یہ اور بات اس پہ مسلط ہیں بد نہاد
یہ خوش نما دیار ہمیں بے گھروں سے ہے
کیا عقل اور شعور کی باتیں کریں یہاں
سر کو معاملہ تو یہاں پتھروں سے ہے
اب سے نہیں ہیں تشنہ لبوں کو شکایتیں
یہ میکدہ تو کب سے تہی ساغروں سے ہے
کس کو سنائیں شہہ کے مظالم کی داستاں
جالب تمام شہر بھرا مخبروں سے ہے

حبیب جالب کے مجموعہِ کلام 'گنبدِ بے در' سے ماخذ۔ کتابیات، سویڈن

– شاعر کی زبان اور اس کا تاثر جو کہ وہ قاری پر مرتب کرتی ہے اس پر تبصرہ کیجئے۔

– اس غزل کے مزاج کو کس طرح منتقل کیا گیا ہے؟

– اس غزل کے بارے میں آپ کا ذاتی ردِ عمل کیا ہے؟